اسلامی تاریخ کا ایک بہروپیا
مختار بن ابو عبید ثقفی

(از جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق)

مختار بن ابی عبید الثقفی، اسلامی تاریخ کی ایک معروف شخصیت ہے۔ وہ ایک بوصلہ مند عرب تھا۔ یزید کی تخت نشینی کے بعد جب ملت اسلامیہ کے تفرقوں میں ایک نیا اُبال آیا تو اُس نے بھی اقتدار کا خواب دیکھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور پھر یزید کی وفات نے اس کے لیے قسمت آزمائی کا میدان کھول دیا۔ وہ وابستگانِ اہل بیت میں سے تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سے کوفہ میں رہا ہوا تھا۔ اور یزید کے زمانہ میں نکال دیا گیا تھا۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد قصاص اہل بیت کا علم اٹھا کر اور حضرت محمد بن الحنفیہ کی خلافت کا ڈھونگ رچا کر وہ کوفہ پہونچا۔ اٹھارہ مہینے تک کوفہ اور اس کے ارد گرد اُس کا قبضہ رہا۔ اپنے اقتدار کے لیے اُس نے جو جو جتن کیے ان میں ایک مذہبی بہروپ بھی تھا۔

"حضرت عمر کے سرکاری خطوط" کے مرتب جناب خورشید احمد فاروق نے مختار پر اپنی مختصر کتاب "قرن اول کا ایک مدبر" میں مختار کے اس رُخ پر

بھی روشنی ڈالی ہے۔ حال ہی میں اس کتاب کے مطالعہ کا اتفاق ہوا اور اس میں جو چیز سب سے زیادہ قابل عبرت نظر آئی جی چاہا کہ اس سے استفادہ میں ناظرین الفرقان کو بھی شریک کر لیا جائے ——————— مرتب

مختار کو اپنی مقصد برآری کے لیے پرواہ نہ تھی کہ اُس کو کیا بننا پڑتا ہے۔ اس کی زندگی کا انداز بھی اس قسم کی بہروپ کے لیے سازگار تھا، کیونکہ وہ اپنی روزمرہ زندگی میں ایک سنجیدہ دیندار آدمی کی طرح رہتا تھا۔ وہ ہر اہم موقع پر مسجّع الہامی زبان استعمال کرتا اور سامعین کو اپنی لیاقت سے مرعوب کیا کرتا، قید سے پہلے، قید خانہ کے اندر اور قصر امارت میں داخل ہونے تک بھی اُس نے ایک مکمل الہامی شخص کی سیرت رکھی۔ محل کے محاصرہ سے پہلے گورنر کی فوج سے جب اُس کا مقابلہ ہوا تو وہ روزہ رکھے ہوئے تھا۔ اُس کی فوج کے کچھ لوگوں میں اس موضوع پر گفتگو ہوئی، ایک نے کہا: امیر روزہ نہ رکھتے تو فوج کی کمان زیادہ اچھی طرح کر سکتے" دوسرا بولا: امیر معصوم ہیں اُن کے بارے میں ایسی بات نہ کہو، وہ اچھے برے کو تم سے بہتر جانتے ہیں۔ ابن سبا کی تحریک کی بدولت حضرت علیؓ کی غیب دانی اور الہامیت کے بہت سے قصے کوفہ کے شیعوں اور ضعیف الاعتقاد موالی میں مشہور ہو گئے تھے، مثلاً صفین کو جاتے ہوئے میدان کربلا میں حضرت حسینؓ سے اُن کی یہ پیش گوئی کہ اس جگہ اہل بیت مارے جائیں گے، یا پستان والے خارجی کے بارے میں اُن کی پیشن گوئی اور نہروان کی جنگ میں اُس کا پورا ہونا۔ مختار نے حضرت علیؓ کے اس کردار کی نقالی کی، وہ بلند آہنگی سے مجمع میں مستقبل کے بارے میں پیشن گوئیاں کرتا اور اپنے متبعین بالخصوص غلاموں اور موالی کو اُن کے ذریعہ خوشحالی اور کامرانی کی بشارتیں دیتا اور اُن کے دلوں کو گرماتا۔

بہروپ میں توسیع

جب اس کو حکومت حاصل ہوئی اور کوفہ، شام اور حجاز میں دشمن سر اٹھانے لگے تو اس کو اپنا بہروپ بڑھانا پڑا، دشمن کے مقابلہ میں اپنی فوجوں کا حوصلہ بڑھانے یا ان کی

اخلاقی توانائی برقرار رکھنے کے لیے وہ ظاہر کرتا کہ مافوق الانسان قوتیں اس کی تابع ہیں جن کی بدولت وہ ناقابل تسخیر ہے، اس کی روحانی نظر اتنی تیز ہے کہ غیب کے پردوں کو چیر کر مستقبل تک پہونچ جاتی ہے۔ وہ کاہن کے درجہ سے ترقی کر کے نبی کے درجہ تک پہونچ گیا، اور اگرچہ اس نے اپنی نبوت کا کبھی برملا اعلان نہیں کیا وہ ہر نفسیاتی موقع پر ایسی تقریریں اور باتیں خوب کیا کرتا جو اس کی غیب دانی پر دلالت کرتیں۔ بعض راویوں نے تو اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ وہ اپنی لڑکی کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہتا: صلی اللہ علیٰ عیسی بن مریم' اس رمز کی تشریح کرتے ہوئے اس کے ایک رازدار نے بتایا کہ وہ کہتا ہے کہ میری لڑکی تو گویا ابن مریم سے بیاہی جائیگی۔[1]

ایک کرسی

اس بہروپ میں ایک کرسی بہت کام آئی۔ حضرت علی کی بہن کے پوتے کا بیان ہے کہ میرے پاس خرچ نہ رہا تھا اور مجھے روپیہ کی سخت ضرورت تھی، میں ایک دن گھر سے نکلا تو اپنے پڑوسی تیلی کے ہاں ایک کرسی دیکھی جس پر میل کچیل جما ہوا تھا، میں نے دل میں کہا کیوں نہ اس کے بارے میں مختار سے جا کر کوئی چال چلیں۔ میں گھر لوٹا اور تیلی کے گھر سے کرسی منگوائی، پھر مختار کے پاس گیا اور کہا: میں ایک بات آپ سے چھپاتا رہا ہوں لیکن اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو اس سے باخبر کر دوں، مختار نے پوچھا وہ بات کیا ہے، تو میں نے کہا: میرے پاس ایک کرسی ہے جس پر جعدہ بن ہبیرۃ (راوی کے والد اور حضرت علی کے بھانجے) بیٹھا کرتے تھے' لوگ کہتے ہیں کہ اس میں حضرت علی کا غیبی اور روحانی علم حلول کر گیا ہے" مختار نے کہا حیرت ہے تم آج تک اتنی اہم بات چھپاتے رہے، اس کو ابھی منگواؤ، ابھی منگواؤ۔" کرسی لائی گئی، اس کو دھویا جا چکا تھا، میل کچیل کے نیچے کی لکڑی تیل پینے سے خوب چمکدار ہو گئی تھی، اس پر کپڑا ڈال دیا گیا، مختار نے مجھے چھ ہزار روپے کا عطیہ دیا اور جامع مسجد میں کرسی رکھوا کر تقریر کی "پچھلی

---

[1] انساب الاشراف ۵/۲۳۶

قوموں میں کوئی بات ایسی نہیں ہوئی جس کی نظیر ہمارے ہاں نہ موجود ہو' بنو اسرائیل کے ہاں تابوت تھا جس میں آلِ موسیٰ و ہارون کا باقی ماندہ علم حلول کر گیا تھا' ہمارے یہاں یہ کرسی تابوت کی طرح ہے[1]۔ یہ کہہ کر اس نے کرسی کا غلاف ہٹانے کا حکم دیا' جب کرسی کھلی تو سبائی ذہنیت کے لوگوں نے کھڑے ہو کر نہایت عقیدت سے ہاتھ اٹھا کر تین بار تکبیریں کہیں[2]' کرسی پر ریشم کا غلاف چڑھا دیا گیا' وہ ایک مقدس ادارہ بن گئی' مختار کے بعض مقرب اس کے مجاور ہو گئے۔ مشہور صحابی ابو موسیٰ اشعری کے صاحبزادے' اس کے ناظم امور مقرر ہوئے' یہ کرسی غیبی قوتوں کی سرچشمہ تھی' اس کا طواف کیا جاتا' ہر خطرہ اور مصیبت میں اس سے مدد مانگی جاتی' یانی اس کی معرفت برسوایا جاتا' جنگ میں اس سے نصرت طلب کی جاتی' جب مختار کی فوجیں لڑنے نکلتیں تو آگے آگے کوفہ سے کچھ دور تک ایک بھورے خچر پر یہ کرسی جاتی' اس کے دائیں بائیں مجاور بڑے احترام سے اس کو پکڑتے ہوئے چلتے۔ شہر سے کچھ دور نکل کر لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوتے اور اس کی طرف ہاتھ پھیلا کر گڑگڑاتے اور دعائیں مانگتے اور اس کو خدا کی طرح مخاطب کرتے' ان مراسم کے بعد فوج آگے بڑھ جاتی اور کرسی کو پورے احترام کے ساتھ کوفہ واپس پہونچا دیا جاتا[3]۔ کرسی کے ظہور کے بعد مختار کی پہلی جنگ شام کی فوجوں سے ہوئی جو ابن زیاد کی قیادت میں عراق پر چڑھی آرہی تھیں' مختار کی فوج کرسی سے استعانت لے کر گئی تھی' اتفاق کی بات کہ جنگ میں شامیوں کو شکست ہوئی اور ان کے بہت سے آدمی مارے گئے' اس واقعہ نے شیعوں کو کرسی کی کرامت

---

[1] تاریخ الامم ۷/۱۴۱۔

[2] بعض مؤرخوں نے کرسی کا قصہ دوسرے انداز سے پیش کیا ہے' وہ کہتے ہیں کہ مختار نے کوفہ پر قابض ہونے کے بعد ایک دن جعدہ بن ہبیرہ (حضرت علی کے بھانجہ) کے لڑکوں سے کہا: علی ابن ابی طالب کی کرسی مجھے لاکر دو۔" انھوں نے کرسی کے بارے میں لاعلمی ظاہر کی' مختار بولا: حماقت نہ دکھاؤ' کرسی لاکر دو' اس اصرار سے لڑکوں نے نتیجہ نکالا کہ وہ محض کرسی چاہتا ہے' اور جو کرسی بھی اس کو لاکر دی جائے گی وہ قبول کرے گا۔ چنانچہ انھوں نے ایک کرسی لاکر دی' اور کہا کہ یہ وہی کرسی ہے جس پر حضرت علی بیٹھا کرتے تھے"۔

— تاریخ الامم ۷/۱۴۱

[3] انساب الاشراف ۵/۲۴۲۔

کا حد کفر تک معتقد کر دیا' بعض اعیانِ شہر نے احتجاج کیا تو کرسی چھپا دی گئی لیکن بلاذریؒ کے رپورٹر کہتے ہیں کہ مختار کے ساتھی اس کے قتل تک کرسی سے رجوع کرتے رہے۔"

جبریل اور میکائیل

ایک بڑے عرب کا بیان ہے کہ میں مختار سے ملنے گیا تو دو تکیے اس کے سامنے رکھے تھے' مجھے دیکھ کر اس نے غلام کو آواز دی اور میرے لیے تکیہ منگوایا' میں نے پوچھا یہ تکیے کس کے لیے ہیں تو مختار بولا: ایک سے ابھی جبرئیل اور دوسرے سے میکائیل اٹھ کر گئے ہیں[۲]

میدانِ جنگ میں فرشتے

مختار کے خلاف غیر شیعی اکابر کوفہ کی بغاوت کے بعد .... ایک مجرم قید ہو کر آیا' اور مختار کو خوش کرنے کے لیے کہنے لگا: اہل کوفہ سے آپ کی لڑائی کے دوران میں نے دیکھا کہ فرشتے ابلق گھوڑوں پر آپ کی طرف سے لڑ رہے ہیں۔" مختار واقعی مسرور ہوا اور اس نے مجرم کو حکم دیا کہ مسجد میں جا کر لوگوں کو اپنے تجربہ سے آگاہ کرے' اس انکشاف سے حامیانِ اہل بیت کے دلوں میں مختار کی عظمت اور زیادہ بڑھ گئی' مجرم کو معاف کر دیا گیا۔[۳]

عرب و غیر عرب مختار کی غیب دانی کے قائل

امام شعبی نے ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ غیر عرب ہی نہیں بلکہ عرب بھی مختار کو غیب داں سمجھتے تھے' مختار کی فوجیں ابراہیم بن اشتر کی کمان میں عبیداللہ بن زیاد سے لڑنے گئی ہوئی تھیں' شہر میں یہ افواہ مشہور ہوئی کہ ابراہیم مارا گیا اور عبیداللہ فتح کا جھنڈا لہراتا ہوا کوفہ کی طرف چلا آ رہا ہے۔ مختار نے فوراً رسالے تیار کیے اور عبیداللہ سے لڑنے

---

[۱] انساب الاشراف ۲۴۲/۵ [۲] انساب الاشراف ۲۴۲/۵
[۳] انساب الاشراف ۲۴۴/۲

نکلا۔ اس کی فوج سستانے اور رسد لینے مدائن میں خیمہ زن ہوئی۔ شعبی کہتے ہیں کہ ایک دن مختار اپنی تقریر میں ہمیں تلقین کر رہا تھا کہ ہم دشمن کا بہادری سے مقابلہ کریں اور اہل بیت کے خون کا انتقام لیں کہ اس کو شامیوں کی شکست اور عبید اللہ کے قتل کی خبر موصول ہوئی، مختار نے باغ باغ ہو کر متانت سے کہا: خدائی فوجدار و کیا میں نے تم کو پہلے ہی اس فتح کی بشارت نہیں دے دی تھی، سب نے عقیدت اور جوش سے اقرار کیا، اس وقت قبیلہ ہمدان کا ایک شخص جو میرے پاس بیٹھا تھا بولا شعبی اب بھی تم کو یقین نہیں آیا؟ میں نے پوچھا کس بات کا؟ ہمدانی عرب۔ "مختار کی غیب دانی کا۔" میں نے کہا: میں تو ہرگز باور نہیں کر سکتا، ہمدانی عرب۔ کیا انھوں نے پیشین گوئی نہیں کی تھی کہ شامی ہاریں گے، میں نے کہا: انھوں نے تو کہا تھا شامیوں کو نصیبین (جزیرہ کا شہر) میں شکست ہوگی، اور شکست ہوئی ہے۔ ان کو خازر (ضلع موصل) میں!" وہ عرب کھسیا کر کہنے لگا: بخدا تم اس وقت تک ایمان نہ لاؤ گے جب تک تم پر عذاب الیم نازل نہ ہوگا[1] یہ واقعہ ۶۷ھ کا ہے جب مختار کا آفتاب اقبال نصف النہار پر تھا۔

مسعودی لکھتا ہے: کوفہ میں مختار کی طاقت اور اس کے متبعین کی تعداد خوب بڑھ گئی، بہت سے لوگ اس کی تحریک میں داخل ہو گئے، وہ لوگوں کو ان کے عقیدہ اور رجحان کے مطابق دعوت دیتا، کچھ لوگوں سے کہتا کہ محمد بن حنفیہ امام ہیں اور میں ان کی خلافت کی مہم چلانے پر مامور ہوں۔ اور کچھ لوگوں پر ظاہر کرتا کہ میرے اوپر وحی آتی ہے اور جبرئیل مجھے غیب کی باتیں بتاتا ہے[2]"

مختار کا ایک خطبہ

بلاذری نے انساب الاشراف میں مختار کے متعدد مقفی خطبے بیان کیے ہیں جو قرآنی یا الہامی اسلوب میں ہیں، جن کو وہ نفسیاتی موقعوں پر اپنے متبعین یا مخالفین کو مرعوب

---

[1] تاریخ الامم ۱۴۱/۷ و انساب الاشراف ۲۵۰/۵ [2] مروج الذہب مسعودی مصری حاشیہ تاریخ کامل ابن اثیر ۱۵۶/۶ نیز کتاب المعارف ابن قتیبہ مصری ۱۹۳۴ء ص ۱۷۴

دہوش کرنے کے لیے دیا کرتا تھا، ان میں سے ایک خطبہ جس میں اس نے اپنی روحانی پوزیشن کی وضاحت بھی کی ہے، یہاں پیش کیا جاتا ہے:

"قسم ہے بلد امین کے رب کی اور طور سینین کی حرمت کی، میں کمینے شاعر کو قتل کر کے رہوں گا جس کا نام اعشیٰ ناعطین ہے، جو جلولا سے پکڑی ہوئی باندی کا لڑکا ہے، جس پر میں نے احسان کیا لیکن جس نے احسان فراموشی کی، پہلے میری پیروی کی پھر بے وفائی برتی، کل پچھاڑ کر اس کو ذبح کیا جائے گا، پھر وہ جہنم رسید ہوگا اور عذابِ اکبر کا مزہ چکھے گا، تباہ ہو ابن ہمام لعین جس کا تعلق نبو اسد سے ہے جو شیطانوں کے دوست ہیں اور کافروں کے احباب، جنھوں نے میری طرف جھوٹی باتیں منسوب کی ہیں اور میرے اوپر بے ہودہ بہتان لگائے ہیں، جنھوں نے مجھے کذاب کا لقب دیا ہے حالانکہ میں سچا آدمی ہوں جس کی صداقت کی شہادت دی جا چکی ہے، وہ مجھے کاہن کہتے ہیں حالانکہ میں بُرے بھلے میں بڑا تمیز کرنے والا ہوں اور صاحب کرامات ہوں[۱]۔" وَرَبِّ البلد الامین وحرمة طور سینین لا قتلن الشاعر الهجين أعشى الناعطين وسوء برق البارقين، ابن الامة من جلولاء خانقين الذي مَنَنْتُ عليه فكفر وتابعني فَغَدَرَ وغداً يلقى فيخر ثم يصير الى سَقر فيذوق فيها العذاب الاكبر، وويلٌ لابن همّام اللعين وأحق الأسديين اولئك اولياء الشياطين وإخوان الكافرين الذين قَرَفوا عَلَيَّ الأَبَاطِيلَ وَتَقَوَّلُوا عَلَيَّ الاقاويل فسموني كذّابا وأنا الصّادق المصدوق وكاهنًا وانا العجيب الفاروق؟

اعشیٰ ہمدان کوفہ کا ممتاز شاعر تھا، جس کی شاعری ہجو اور رواقو نگاری کے لیے مشہور ہے، امام شعبی اس کے بہنوئی تھے، اس کا شمار کوفہ کے فقہا اور قرا میں ہوتا تھا لیکن جب قرآن اور فقہ سے اس کی تمنائیں پوری نہ ہوئیں تو وہ شاعر ہو گیا، اور ہجو و تعریف کے ذریعہ عزت، دولت اور رسوخ حاصل کیا، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع شروع میں وہ مختار کا مقرب تھا لیکن بعد میں

---

[۱] انساب الاشراف ۵/ ۲۳۵- ۲۳۶

کسی وجہ سے ناراض ہوگیا اور اس کے بہروپ کا شعر میں مذاق اڑانے لگا (اغانی ابو الفرج اصفہانی مصر ۱۴۶/۵)

ابن ہمام سلولی بھی کوفہ کا شاعر تھا جس کی وفاداریاں عثمان غنی اور ان کے خاندان سے وابستہ تھیں، پھر وہ ابن زبیر کا وفادار ہوگیا اور جب کوفہ میں ابن زبیر کی حکومت ختم ہوئی اور مختار کا ستارہ چمکا تو اس نے مختار کی مدح میں قصیدہ لکھا اور انعام حاصل کیا، لیکن حامیان اہل بیت کی ایک جماعت اس کو منافق اور عثمانی ہی سمجھتی رہی اور اس کو ستاتا رہا کہ وہ بھاگ گیا اور مختار اور اس کے متبعین کی ہجو کی' (انساب الاشراف ۵/ ۲۲۹۔)

اپنے بارے میں مختار کا اعتراف۔

اس بات کا سب سے بڑا ثبوت کہ مختار ایمانداری سے نہ تو خود کو نبی سمجھتا تھا اور نہ کاہن بلکہ اپنی مقصد برآری کے لیے اور اپنے متبعین کی متلون مزاجی اور عدم اعتمادی کے پیش نظر کبھی اس کو کاہن، کبھی غیب داں اور کبھی نبی کا روپ بھرنا پڑتا، اس کا وہ اعتراف ہے جو مرنے سے کچھ پہلے اس نے اپنے مقرب سے کیا' یہ وہ موقع تھا جب مصعب بن زبیر (برادر ابن زبیر) کی فوجیں اس کے محل کا گھیرا ڈالے تھیں' اس کے اقبال کا آفتاب غروب ہو رہا تھا، اس کے بہروپ کا پول کھل چکا تھا' اس کے ساتھیوں کے حوصلے پست ہو چکے تھے اور ان کا دل جنگ و قتال سے اُچاٹ ہو چکا تھا' ایک ماہ سے زیادہ انتظار کرنے کے بعد بھی جب اُن کا جمود نہ ٹوٹا تو مختار اپنے جانثاروں کی ایک ٹولی کے ساتھ محل سے نکلا اور اپنے ایک مقرب سے جس کا نام سائب تھا کہنے لگا: کہو کیا رائے ہے؟ سائب: صوابدید تو آپ کی ہے' آپ اپنی رائے بتائیے' مختار: صوابدید میری یا خدا کی؟ ارے احمق میری حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ میں ایک بڑا عرب ہوں' میں نے دیکھا کہ ابن زبیر حجاز پر قابض ہو گئے۔ مروان شام پر' نجدہ (خارجی لیڈر) یمامہ پر' میں کسی سے کم نہ تھا میں نے ادھر کے علاقوں پر قبضہ کر لیا' اور ان کی طرح اقتدار حاصل کیا' ہاں یہ ضرور ہے کہ میں نے اہل بیت کے انتقام کا بیڑا اٹھایا جب کہ دوسرے عرب ادھر سے غافل تھے اور ان کے قتل کرنے والوں کو فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ (تاریخ الامم ۷/۱۴۰)